© rasailojaraid.com

دارالافتاء

حافظ ثناء اللہ مدنی

استفتا

صرف "اللہ اللہ" کا ذکر

ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ:

کچھ صوفی منش بندے صرف "اللہ اللہ" کا ذکر کرتے ہیں کیا اس کا بھی کچھ فائدہ ہوتا ہے یا قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

الجواب

فائدے کی بات اور ہے، بہر حال رب کا نام زبان پر رہے مبارک شغل تو ہے، لیکن اسے ذکر مسنون نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ــــ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس کو نہیں مانتے!

بعض صوفیاء کی باتوں سے مترشح ہوتا ہے کہ انھوں نے صرف "اللہ اللہ" کہنے پر صرف اس لیے اصرار کیا تھا کہ اگر اس کے بجائے وہ "لا الٰہ الا اللہ" کا ورد کریں تو ان کو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں:

لا الٰہ (کوئی خدا نہیں) کہتے ہوئے دم نکل جائے، اور میں منکر خدا بن جاؤں۔

بعض نے کہا کہ مجھے تو ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو "اللہ غیر اللہ" کہتا ہو، جب اور ہے نہیں تو میں نفی کس کی کروں؟

واختار بعض المشائخ من المتاخرين رحمهم الله تعالیٰ "الله الله" نقل من الفتوحات المكية دخلت على بعض شيوخنا وكان مستهترا بالذكر وكان ذكره "الله" ولا يزيد عليه شيئا فقلت يا سيدي لم لا تقول لا اله الا الله فقال يا ولدي الانفاس بيد الله فاخاف ان يقبض روحي عند ما اقول "لا ولا اله" فاقبض في وحشة النفي وسئلت شيخا اخر عن ذلك فقال ما رأت عيني ولا سمعت اذني من يقول "الله غير الله" فلما جد من النفي فاقول كما سمعت يقول "الله الله" فاقول (مكتوبات شاه فقير الله علوی شکارپوری)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ باتیں دراصل اس دور کی ہیں جب تصوف فلسفہ بن گیا تھا حالانکہ یہ تزکیہ و طہارت کا ایک خاص مگر سادہ اسلوب کا نام تھا، جس کی بنیاد دیں مسنون اذکار کی اساس پر قائم تھیں۔

بہرحال ہمارے نزدیک متصوفین کی یہ فلسفیانہ تنگ بندیاں ہیں جو بے روح بھی ہیں اور علم سے عاری بھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "لاالٰہ الا اللہ" افضل الذکر سے تعبیر فرمایا ہے (رواہ ابن ماجہ والنسائی عن جابر) اس کے علاوہ بھی "لا الٰہ الا اللہ" کے ذکر کے بڑے فضائل مروی ہیں ان کو ان بزرگوں کے اوہام پر قربان کرنا مناسب نہیں ہے۔

بات "لا" یا "لاالٰہ" کے لفظوں کی نہیں بلکہ اس تہیا اور ایقان کی ہے جو ایک ذاکر کے ورد کا محرک ہوتا ہے۔ مدار کار "نیت" ہے، الفاظ نہیں ہیں "لا" یا "لاالٰہ" پر بھی جان نکل جائے تو خدا کے ہاں وہ وہی کچھ لکھا جائے گا جو اس کے سامنے تھا، یعنی یہ کہ وہ کیا کہنا چاہتا تھا، اگر وہ کہنے نہیں پایا تھا اور دم نکل گیا ہے تو حق تعالیٰ اس کی نیت کو تو دیکھتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ فلاجد من النفی تو یہ بھی ایک تکلف ہے۔ بات یہ نہیں کہ واقعتہً کوئی ہو تو اس کی نفی کی جائے بلکہ یہ ہے کہ بنا بھی لیے گئے ہوں تو بھی ان کی نفی کر دینی چاہیے۔

بعض علماء نے بعض روایات سے بھی صرف "اللہ اللہ" کے ذکر کی نشاندہی فرمائی ہے جن میں آتا ہے کہ جب تک "اللہ اللہ" کہنے والے زمین پر موجود ہیں، قیامت نہیں آئے گی۔

لا تقوم الساعة حتى لا يقال فى الارض "الله الله" (مسلم)

مگر علماء نے لکھا ہے کہ:

ھو من باب تسمیۃ الشیٔ باالجمل علی سبیل الحکایۃ کی قسم کی بات ہے۔ مقصود اس سے "ذکر اللہ" نہیں بلکہ اس کا ماننا ہے۔ اگر ذکر اللہ بھی مراد لی جائے تو اس سے مراد بھی "ذکر مسنون اور ذکر شرعی" ہے۔ یہی بات الا بذکر اللہ تطمئن القلوب سے اخذ کی گئی ہے مگر اس سے بھی مراد "ذکر شرعی" ہے معنوی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں اس قسم کے جو الفاظ ملتے ہیں ان سے مراد "شرعی مفہوم" ہوتا ہے۔

بہرحال بعد میں بعض ایسے ٹانکے جو محض ذہن کے خیالی تصورات اور موشگافیوں کی بنا پر لگائے گئے ہیں کتاب و سنت کی شرعی اصطلاحات اور مفاہیم کو ان کے پلے میں باندھنے سے پرہیز کیا جانا چاہیے اور جن بزرگوں نے اس سلسلے میں بعض "جدتیں اور ندرتیں" پیش فرمائی ہیں، پورے احترام کے ساتھ ان کی خدمت میں معذرت کر دینی چاہیے! واللہ اعلم۔

© rasailojaraid.com